اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم کتاب (قرآن حکیم) میں دو سورتیں نازل فرمائی ہیں جو لوگوں کو طریقہ بتاتی ہیں کہ اس کے معظم گھر کا حج کس طرح کیا جائے ۔ اور وہ دو سورتیں ہیں : (۱)سورت الحج (۲) سورت البقرہ ۔

سورت البقرہ تو بعد میں نازل ہوئی ہے اس سورت میں اوامر (جن کاموں کے کرنے کا حکم ہو) اور نواھی (جن کاموں سے روکا گیا ہو) پائے جاتے ہیں اسی لئے اس سورت میں زور دیا گیا ہے کہ کون کون سی باتیں کہنی ہیں؟ کون کون سے کام کرنے ہیں؟کن کن کاموں کو پورا کرنا ہے؟ کن کن کاموں سے دور رہنا ہے ؟اور غلطیوں پر کفارہ (سزا) کس طرح ادا کرنا ہے؟یہ سورت البقرہ زمانہ حج کے بیان سے شروع ہوتی ہے اور مخصوص ایام(ایام تشریق) میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ختم ہوتی ہے اور تقویٰ کی طرف رہنمائی کرتی ہے تاکہ اس عظیم بنیاد کی طرف مستقل توجہ رہے ۔

البتہ سورت الحج دلی کیفیات سے متعلق گفتگو کرتی ہے زیادہ تر حج سے متعلقہ آیات دل کے حج پر مبنی ہیں فرمایا :

«اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون، بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیز گاری پہنچتی ہے»۔ (الحج ۳۷)

نیز فرمایا : «یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لئے اس کے رب کے پاس بہتری ہے»۔ (الحج/۳۰)

نیز فرمایا: «یہ سن لیا اب اور سنو اللہ کی نشانیوں کی جو عزت اور حرمت کرے اس کے دل کی پرہیز گاری کی وجہ سے یہ ہے»۔ (الحج/۳۲)

چنانچہ جس شخص نے حج میں ان دونوں خوبیوں کو اکٹھا کر لیا اس نے ہر قسم کی بھلائی کو سمیٹ لیا اور جس شخص نے ان دونوں کو کم کر دیا یا کسی ایک کو کم کر دیا تو جس قدر اس نے کم کیا اسی حساب سے اس کا اجر بھی کم ہو جائے گا اگرچہ جسمانی حج اور دل کے حج دونوں کی اپنی اپنی جگہ ضرورت واہمیت ہے پھر بھی شرعی دلائل اس بات پر بہت واضح ہیں کہ حج کی قبولیت یا عدم قبولیت میں جومقام دل کے حج کو حاصل ہے وہ مقام جسمانی حج کو حاصل نہیں ۔ اسی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: «اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندزہ مقرر کر رکھا ہے»۔ (الطلاق/۳)

دل سے ان نشانیوں کی تعظیم کرنے کو جو مقام ہے وہ مقام طواف سعی اور کنکریوں کے مارنے کی سنتوں کو حاصل نہیں ہے ۔ اسی طرح لباس توحید پر دھبہ لگنے کا جو نقصان ہے اتنا نقصان احرام کے کپڑے پر دھبا لگنے سے نہیں ہوتا ۔

اوردل کو ریا کاری ، خود پسندی اور تکبر سے پاک کرنے کو جو مقام ہے وہ زبان کو بے مقصد باتوں سے اور جسم و لباس کو میل کچیل سے پاک کرنے سے مختلف ہے ۔ حالانکہ دونوں ہی کام دین کا حصہ ہیں‌اور دونوں کا ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے لیکن پہلی بات اصل کادرجہ رکھتی ہے جبکہ دوسری اس کی فرع ہے ۔اور دونوں ہی باہم لازم ملزوم ہیں الا یہ کہ بظاہر تو نیکی کاڈھونگ ہو اور اندر گھپ اندھیرا ہو ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سفر طے کرنے کے بارے شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

اس کی طرف دلوں کے فاصلے طے کر کے جانا ہے اس تک جانے کے لئے سواریوں پر بیٹھنا ہی ضروری نہیں ہے۔

عجیب سورت

متعدد اہل علم مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ سورت الحج قرآن کریم کی تعجب وحیرانگی میں ڈالنے والی سورتوں میں سے ایک سورت ہے ۔

میں نے ایک لمبے عرصے تک اس سورت کے مضامین پر غور کیا ہے ، سلف صالحین کی تفاسیر اور متاخرین میں سے اہل تحقیق کی آراء پر غور کیا، میں اس سورت کو کوئی (مضامین کے حوالے سے)خاص نام دینے میں ناکام رہا بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ گہرا علم رکھنے والے علماء کی سورت ہے ۔ اس لئے کہ اس کے معانی میں بڑی گہرائی ہے سابقہ عبارتوں سے آیات کا ربط بڑا مشکل ہے اور اس کی تفسیر میں بڑے بڑے مفسرین میں باہم اختلاف پایا جا تا ہے ۔

اس سورت کی نمایاں خصوصیات

۱۔ سورت الحج کے علاوہ پورے قرآن میں کوئی ایک سورت بھی ایسی نہیں جس میں مکی اور مدنی ،دن اور رات ، سفر اور حضر ، جنگ اور صلح ، ناسخ اور منسوخ ، محکم اور متشابہ، سردی اور گرمی کا تذکرہ بیک وقت موجود ہو۔

۲۔ صحابہ کرام میں اس بات پر اختلاف رہا ہے ،آیا یہ سورت مکی ہے یا مدنی ؟

۳۔ ارکان اسلام میں سے کسی رکن کے نام پر کوئی سورت موسوم نہیں ہوئی سوائے سورت الحج کے ، اور اس سورت کاکوئی دوسرا نام بھی نہیں ہے۔

٤۔ سورت الحج کے علاوہ کسی سورت میں دو سجدے نہیں آئے ۔الامام الاسماعیلی نے اپنی کتاب المستخرج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ‹›سورت الحج کو دو سجدوں کے ذریعے فضیلت دی گئی ہے ‹›۔

٥۔ قرآن حکیم کے نصف ثانی میں صرف سورت الحج کو ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ﴾ سے شروع کیا گیا ہے ۔

٦ ۔ قرآن حکیم میں ساٹھ سے زیادہ مثالیں بیان ہوئی ہیں ، صرف سورت الحج کی مثال کے بارے کہا گیا ہے کہ ﴿فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾ اسے غور سے سنو ۔
٧ ۔ اس سورت میں چاروں قسم کے دلوں کا ذکر ہے : اندھا ، مریض ، سخت اور اللہ کی طرف جھکنے والا جو زندہ اور مطمئن ہو ۔ ان چاروں قسموں کے دلوں کا تذکرہ صرف سورت الحج میں آیا ہے ۔
٨ ۔ اس سورت میں ایک آیت ایسی بھی ہے جس نے ہر قسم کی بھلائی کو بیان کر دیا ہے فرمایا:
«اے ایمان والو رکوع سجدہ کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ»۔ (الحج/٧٧) .. یہ آٹھ خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے سورت الحج دوسری سورتوں سے ممتاز و متمیز ہو جاتی ہے۔

سورت الحج کا مقصود

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سورت الحج کا مقصود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: یہ سورت اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والی منزلوں کو بیان کرنے والی ہے کہ نہ تو کوئی پڑاؤ چھوٹے اور نہ ہی راستہ ،اس امام کی بات کی حقیقت یوں ہے کہ اس سورت کو (سورت الحج) کانام دیا گیا ہے اور عربی زبان میں حج کے معنی قصد کرنے کے ہوتے ہیں ، یعنی ایک عظیم ذات کی طرف قصد کرنا انسان کا سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات ہو سکتی ہے اور سب کے سب لوگ اس عظیم ذات کی طرف چلے جا رہے ہیں جو اپنے جلال، اپنی رحمت اور اپنے عذاب میں بہت عظیم ہے۔
چنانچہ یہ سورت مسافر کے لئے علامتوں اور نشانیوں کا کام دیتی ہے کہ اسے کس راستے پر چلنا ہے؟ اسے کس طرح چلنا ہے؟ اس کا زادِراہ کیا ہونا چاہیے؟ اور کن کن چیزوں سے بچ کر جانا چاہیے؟
اس سورت کی علامات میں سے سب سے پہلی علامت خطاب میں ادب کا لحاظ کرنا ہے، خواہ مخاطب کافر ہی کیوں نہ ہو، قرآن میں جب بھی ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ﴾ آیا اس سے مرا د مشرک ہی ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔اور یہ بہت واضح بات ہے۔ حالانکہ قرآنِ حکیم میں بار بار خطاب کا اسلوب آیا ہے اس کے باوجود (يا أيّها المشركون) اور نہ ہی (يا أيها الذين أشركوا) آیا بس صرف دو آیتیں ایسی ہیں جن میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ جبکہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ کے الفاظ سے ننانوے بار مخاطب کیا گیا ہے ۔ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ﴾ اور ﴿يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ کے الفاظ سے بھی بار بار خطاب کیا گیا ہے ۔ اور قرآنِ کریم جس طرح دوسروں کو خطاب کرتا ہے اسی طرح مشرکوں کو بھی خطاب کرتا ہے لیکن ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ﴾ کہہ کے اور یہی بات ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے۔ میں نے صرف ایک صفحہ میں شمار کیاہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرنا چاہتا ہو اس کے لئے اس عظیم سورت میں دس ہدایات موجود ہیں ۔
(١)خطاب میں نرمی (٢) خطاب میں زور(٣) پہلے دل کی طرف توجہ (٤) آخرت کے ڈر کا استعمال اس کی تفصیلات کا بیان (٥) تیز طرار لوگوں سے بچنے کی تاکید، جب ایسے چرب زبان مناظرے بازی پر اتر آئیں اور باطل کو خوبصورت بنا کر پیش کرنے لگیں ۔ اور جو بھی ان کوچالاکی اور تیزی ملی اوربظاہر رسیلی زبان میں زہر بھرا ہے کیونکہ یہ ہر سرکش شیطان کے چیلے ہیں(٦) اور ایسے یقین پر زور دیا ہے جو آخرت کے بارے میں ہر شک کو جڑ سے اکھاڑ دے (٧) اور آنکھوں سے نظر آنے والی حقیقتوں کے ذریعے ،دل سے نظر آنے والی چیزوں تک رسائی (٨) خالق کائنات کی طاقت کے دلائل کا تذکرہ(٩)اور انسان پیدائشی طور کس قدر کمزور واقع ہوا ہے اس کا اظہار ۔ اسی طرح چلتے چلے جاؤ تمہیں اس سورت میں بے شمار ہدایات اور سبق آموز حقیقتیں ملیں گی ۔

حاجی سورت الحج کے ساتھ ساتھ

حاجی بیت اللہ کی طرف جانے والا ہے حاجی کے سفر میں بے شمار نشانیاں اور علامتیں پائی جاتی ہیں جو اسے منزل مقصود تک پہنچا کررہتی ہیں ۔ اس سورہ مبارکہ میں بے شمار نشانیاں اور علامتیں ہیں اور بہت واضح ہیں ۔ میں ہر حاجی کو کھلے لفظوں میں کہتا ہوں ایسے حاجی پر تعجب ہے جو سورت الحج پر غور نہ کرے ۔
اس سورت کا کمال ہے کہ جہاں وہ ایک حاجی کے جسم وجان کو قدموں پر چلا کر بیت اللہ تک لے جاتی ہے وہ اس کے دل کو بھی بیت اللہ تک لے جاتی ہے۔ جب زبان سے تلبیہ ادا کر رہا ہوتا ہے توساتھ ساتھ اس کا دل بھی تلبیہ کو مان رہا ہوتا ہے ۔ وہ اپنے ہاتھوں سے جمرات کے مقام کو کنکریاں مار ہوتا ہے تو اپنے دل سے بھی شیطان کودور کر رہا ہوتا ہے ۔ ایک طرف اپنے دونوں ہاتھوں سے قربانی ذبح کر رہا ہوتا ہے تو دل کو بھی قربانی کے لئے تیار کر رہا ہوتا ہے۔
اگر کوئی سوال کرے کہ ہم اپنے جسم جان کے ساتھ ساتھ دل کے ساتھ کس طرح حج کریں؟

جواب: صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے البتہ اس سورت کی آیات لفظ تعظیم کے ارد گرد گھومتی ہیں جو شخص تعظیم کا ارادہ کر لے تو اسے چاہیے کہ اپنے دل میں ہر اس چیز کی عظمت کو داخل کر لے جس کی تعظیم اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیان کی ہے اس کا طریقہ یہ ہے اس سورت کی آیات پر کثرت کے ساتھ غور وفکر کرے اور جن چیزوں کی تعظیم کا اس سورت میں حکم آیا ہے اور اس مقصد کو پانے کے لئے اپنے دل میں خوب محنت کرے ، تاآنکہ اپنی منزل کو پا لے ۔ اس کام پر صبر کرے دن رات اس پر محنت کرے لمبی سوچ بچار کرے تنہائی میں بیٹھ کر خوب آنسو بہائے ایک وقت آئے گا کہ سارے پردے ہٹ جائیں گے اور حقیقتیں اس کے سامنے واضح ہو جائیں گی۔ ان دلی حقائق کو پانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مسلسل محنت کرتے رہو ۔

سورت الحج تین باتوں کی تعظیم پر زور دیتی ہے

اول : اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور معبود مان کراس کی تعظیم کی جائے ، مکمل اخلاص کے ساتھ اس کو مانا جائے اس پر بھر پور بھروسہ کیا جائے ۔ اس میں کسی قسم کی نہ تو کمی ہو اور نہ ہی ملاوٹ ہو ، درجِ ذیل آیات کو ذرا غور سے پڑھو ، فرمایا:

«لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بلا شبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے»(الحج / ۱) ۔

نیز فرمایا : «یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مردوں کو جلاتا ہے اور وہ ہر ہرچیز پر قدرت رکھنے والا ہے» (الحج / ٦)۔

مزید فرمایا: «کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ اللہ کے سامنے سجدے میں ہیں سب آسمانوں والے ، اور سب زمینوں والے ، اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور ،اور بہت سے انسان بھی ۔ ہاں بہت سے وہ بھی ہیں جن پر عذاب کا مقولہ ثابت ہو چکا ہے جسے رب ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ۔اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے»(الحج /۱۸)۔

اور فرمایا :«اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے، سنو! اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گرپڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی»(الحج / ۳۱)۔

فرمایا: «یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے»۔(الحج /٦۲)

نیزفرمایا: «کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے اللہ تعالیٰ پر تویہ امر بالکل آسان ہے ۔ اور یہ اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کر رہے ہیں جس کی کوئی خدائی دلیل نازل نہیں ہوئی نہ وہ خود ہی اس کا کوئی علم رکھتے ہیں،ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں»(الحج/ ۷۰ ـ۷۱) ۔

اور سورت کے اخیر میں بڑی لا جواب مثال بیان کی گئی ہے، فرمایا: «لوگو ایک مثال بیان کی جا رہی ہے ذرا کان لگا کر سن لو ،اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے ،گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں ،بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تویہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے ۔ بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بوداہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے ۔ انہوں نے اللہ کے مرتبے کے مطابق قدر جانی ہی نہیں اللہ تعالیٰ بڑا ہی زور وقوت والا اورغالب وزبر دست ہے»(الحج / ۷۳ ـ ۷٤)۔

یہاں «طالب» سے مراد وہ شخص ہے جو غیراللہ کو پکارتا ہے اور جو کوئی مکھی کو بلاتا ہے تاکہ اس سے اپنا حق وصول کرسکے اور«مطلوب» سے مرادہر وہ شخص ہے جسے بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ بلایا جائے اور اس میں مکھی بھی شامل ہے یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طاقت کے مقابلے میں کمزور ہی ہیں خواہ کوئی فرشتہ ہو، رسول ہو یا بادشاہ ہو یا کوئی اور ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور سب پر چھاجانے والا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک حج کے موقع پر ایک حاجی عورت حجر اسود کے پاس بھیڑمیں پھنس گئی اور اسے جان کا خطرہ محسوس ہوا تو چلاچلا کر کہہ رہی تھی اور بار بار کہہ رہی تھی اے بدوی پیر مجھے بچا لو، حالانکہ اس کے اور بیت اللہ شریف کے درمیان چند بالشت کا فاصلہ تھا۔ یہی بات تم کیا سورت الحج میں نہیں پڑھتے ہو۔

«اللہ کے سوا انہیں پکارا کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں نہ نفع، یہی تو دوردراز کی گمراہی ہے» (الحج/۱۲)۔

اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو خانہ کعبہ کے پاس اور صفا ومروہ کے درمیان میں عرفہ، مزدلفہ، منٰی کے میدان میں اپنے رب سے تجرباتی دعاکرتے ہیں ان کو یقین نہیں ہوتا اور نہ ہی قبولیت دعا پر بھروسہ ہوتا ہے ایسے شخص کے بارے میں آیات کہہ رہی ہیں۔

«بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہوکر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی نفع مل گیا تو دلچسپی لینے لگتے ہیں اور اگر کوئی آفت آگئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں، انہوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھا لیا واقعی یہ کھلا نقصان ہے»(الحج/۱۱)۔

دوم: آخرت کے دن کی تعظیم کرنا سورت الحج کی آیات انسان کے دل پہلوؤں کو بری طرح کپکپا کے رکھ دیتی ہیں شروع ہی کے الفاظ پر غور کریں فرمایا: «بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے، جس دن تم اسے دیکھ لوگے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدحوش دکھائی دیں گے، حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے» (الحج/۱-۲)۔

مرضعہ کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کہ مادہ بالفعل اپنے پستان کو بچے کے منہ میں ڈال کر دودھ پلارہی ہوایسے وقت میں وہ اپنے بچے کو پھینک کر بھاگ لے گی ۔ سبحان اللہ! ذرا غور کریں،درخت کا تو حساب نہیں ہوگا، مکھی سے بھی پوچھا نہیں جائے گا، چیونٹی پر بھی میزان کی حاضری نہیں ہے، بلی کو بھی جنت یا جہنم کے سامنے نہیں لایا جائے گا،پھر یہ سب مخلوقات اپنے حمل کو کیونکر ضائع کردیں گی۔ «اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے» (الحج/۲)۔ اور سورت کے درمیان میں ہے۔

«یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں، پس کافروں کے لیے تو آگ کے کپڑے بیونت کر کاٹے جائیں گے، اور ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا، جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی، اور ان کی سزا کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہیں» (الحج/۱۹-۲۱)۔

شاید کہ تم یہاں پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر پیٹوں کو چمڑیوں سے پہلے کیوں بیان کیا ہے اور اس چیز کو سلف صالحین میں سے کئی ایک نے واضح کیا ہے ۔چنانچہ ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس جہنمی کے پاس ایک فرشتہ آئے گا جس کے پاس آگ کے اندر پینے والی چیزہوگی تو جونہی اس کے پاس پہنچے گا اسے پریشانی لاحق ہوجائے گی۔تو وہ ایک ہتھوڑا نما چیز کو اس کے اوپر لہرائے گا پھر اس کے سرپر مار دے گا جس سے اس کا دماغ کھل جائے گا پھر وہ پانی کا بھرا ہوابرتن اس کے دماغ میں ڈال دے گا چنانچہ یہ پانی دماغ کے راستے سے پیٹ میں چلا جائے گا۔اللہ تعالیٰ کی پناہ جب یہ صورت حال ہوگی تو یہ چیزیں چمڑی سے پہلے پیٹوں میں پہنچ جائیں گی۔ البتہ اہل ایمان ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت وعدہ کررکھا ہے۔

«ایمان والوں اور نیک کام والوں کو اللہ تعالیٰ ان جنتوں میں لے جائے گا جن کے درختوں تلے سے نہریں لہریں لے رہی ہیں، جہاں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سچے موتی بھی، وہاں ان کا لباس خالص ریشم ہوگا» (الحج/۲۳)۔

اس معنی کی آیات اس سورت میں بہت زیادہ ہیں۔

سوم: اللہ کی شعائر کی تعظیم کرنا اور دین کے عظیم ارکان کی تعظیم کرنا جیسے کہ نماز،زکوۃ ،حج اور جہاد اور دوسری چیزیں۔

شعائر الحج کی تعظیم کے بارے میں اس عظیم سورت میں باربار یاددہانی کرائی گئی ہے۔فرمایا:

«یہ سن لیا اب اور سنو!اللہ کی نشانیوں کی جو عزت وحرمت کرے اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے» (الحج/۳۲)۔

«یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لیے اس کے رب کے پاس بہتری ہے»(الحج/۳۰)۔

اور اس بات کو بھی واضح کردیا گیا کہ عظمت کا اصل مقام دل ہوا کرتا ہے۔

«اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارا مطیع کردیا ہے کہ تم اس کی رہنمائی کے شکریئے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے» (الحج/۳۷)۔ «اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں، سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہوجاؤ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سناد یجئے»(الحج/۳٤)۔

بندے کو اپنے رب تک پہنچنے میں اور حاجی کو خانہ کعبہ تک جانے میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ شعائراللہ کی تعظیم کی کمی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم سورت میں واضح کیا ہے اور بار بار بیان کیا ہے اور شدید تاکید کی ہے کہ مسجد حرام کی تعظیم کی جائے، خانۂ کعبہ کی، حجر اسماعیل کی، رکن کی، مقام ابراہیم کی، صفا ومروہ کی، منیٰ،عرفات ومزدلفہ کی جمرات اور قربانی کے جانور کی، اس کا خون صرف اللہ تعالیٰ کے لیے بہنا چاہیے ۔تعظیم کرنے کا مقصد یہ ہر گز نہیں ہے کہ ان کو متبرک مانا جائے۔ یایہ گمان کیا جائے کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نقصان دے سکتی ہیں البتہ لوگوں کو یہ ضرور معلوم ہونا چاہیے یہ اللہ کا گھر ہے اسی کی طرف منسوب ہے اس کا شرف مقام اور تعظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس گھر کے نام سے ایک مسجد بنا دی ہے اور اس مسجد کا ایک «حرم» بنادیا ہے اور ایک محفوظ پناگاہ بنادی ہے جس میں انسان ،حیوان اور درخت کو بھی پناہ مل جاتی ہے اسی لیے صحیح البخاری و صحیح مسلم میں آیاہے:

(جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیداکیا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو «محترم» قرار دے دیا یہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ حرمت کی وجہ سے محترم ہے نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا، نہ بعد میں حلال ہوگا اور میرے لیے بھی تھوڑے سے وقت کے لیے حلال کیا گیا، یہاں کے شکار کو بھگایا نہیں جائے گا نہ کانٹا کاٹا جائے گااور نہ ہی اس کی گھاس کاٹی جائے گی)

اللہ تعالیٰ نے اس حرم کے لیے کچھ جگہوں کو حدود (مواقیت) کے طور پر مقرر کردیا ہے۔بیت اللہ آنے والا ان جگہوں سے اس وقت تک نہیں گزر سکتا جب تک کہ وہ اپنے سلے ہوئے کپڑوں کو نہ اتار دے سر کو ننگا نہ کرلے اور بلند آواز سے تلبیہ نہ کہہ لے جو کہ رب کی خالص توحید کا اعلان ہے اور یہ ساری چیزیں بیت اللہ کی تعظیم کی خاطر ہیں اس لیے مسند احمد وغیرہ میں آپ ﷺ کا یہ فرمان وارد ہوا ہے: (یہ امت اس وقت تک بھلائی میں رہے گی جب تک یہ حرمت کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ تعظیم کرنے کا حق ہوتا ہے اور جب اس میں کوتاہی کرے گی تو برباد ہوجائے گی)۔ اور صحابہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو اچھی طرح پالیا تھا۔

«یہ سن لیا اب اور سنو!اللہ کی نشانیوں کی جو عزت وحرمت کرے اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے» (الحج/٣٢)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر میں یہ عجیب چیز لکھی ہوئی ہے کہ اگر لوگ اس گھر کا حج کرنا چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ آسمان کو زمین پر دے مارے اور انہوں نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے لی ہے: «اللہ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا» (المائدہ/٩٧)۔ یعنی اسی گھر کی وجہ سے ان کے دین اور دنیا کے معاملات سیدھے رہتے ہیں۔

بلکہ ان باتوں کو تو جانوروں نے بھی پالیا تھا صحیح بخاری میں ہے جس کو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

«حضور اکرم ﷺ حدیبیہ کے زمانے میں نکلے جب آپ ثنیہ کے مقام پر پہنچے جہاں سے گزر کر مکہ جایا جاتا تھاتوآپ کی سواری بیٹھ گئی لوگوں نے حل،حل کہہ کراٹھانا چاہا لیکن وہ بیٹھی رہی، لوگوں نے کہا: کہ آپ کی اونٹنی قصواء تھک گئی ہے، توآپ ﷺ نے فرمایا: کہ میری اونٹنی قصوائی نہیں تھکی اور نہ ہی یہ اس کی عادت میں شامل ہے البتہ جس ذات نے ہاتھیوں کو روکا تھا اسی ذات نے اسے بھی روک لیا ہے پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر یہ مجھ سے اس علاقے کے بارے میں پوچھیں جہاں پر اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی جاتی ہے تو میں ان کو ضروری بتاسکتا ہوں پھر آپ نے اپنی سواری کو ڈانٹا تو اٹھ کھڑی ہوئی»۔

اللہ کی شان دیکھئے کہ لوگوں کو تو ان شعائر کی عظمت کا تو پتہ نہیں چلا البتہ اس اونٹنی کو پتہ چل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورت الحج میں ڈانٹتے ہوئے فرمایا ہے: «جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے» (الحج/٢٥)۔

اس آیت کریمہ میں مجرد ارادہ کرنے پر سزا کی وعید سنائی ہے بھلے اس میں ابھی دل میں ارادہ ہی کیا ہو اور عملاً کوئی اقدام نہ اٹھایا ہو۔ اگر ایک حج کا ارادہ کرنے والا آدمی سورۃ الحج کو غوروفکر کے ساتھ پڑھ لے اور دل وجان سے حج کے لیے چل پڑے تو ہم اس کو دیکھیں گے کہ اس کے حج میں روحانیت ہوگی اس کے اندر سکینہ اور وقار پایا جائے گا اسے اللہ کی رحمت اور عنایت گھیرے رکھے گی اس کی ارد گرد تسبیح وتکبیر اور تلبیے کی ہوائیں اور خوشبو ہوں گی اس کا دل اللہ کا ڈر اور آنسوئوں سے تر ہوگااور جو اس وقت ہم صورتِ حال ہم دیکھتے ہیںا ور کمیاں اور کوتاہیاں نظر آتی ہیں ایسا نہیں ہوگا۔

کتنے ہی لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ جن میں نواقض حج پائے جاتے ہیں توحید کے معاملے میں کوتاہیاں ہیں کمزوریاں ہیں اور حج کے موقعے پر نمازیں چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

اور کتنے ہی حالات سامنے آتے ہیں جس میں ظلم،چوری، دھوکہ، جھوٹ، گالی گلوچ، غیبت اور چغلی، لوگوں کا مذاق اڑانا یہ سب بیت اللہ کے اردگرد ہورہا ہوتا ہے اور ارکان حج اداکرتے ہوئے بھی ہورہا ہوتا ہے۔اورکتنے ہی حاجی سگریٹ اڑارہے ہوتے ہیں،کچرا پھینک رہے ہوتے ہیں اور حاجی ہی دوسرے حاجیوں کے لیے پریشانی کا سبب بنا رہے ہوتے ہیں۔یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں شعائر اللہ کی تعظیم بڑی کمزور ہے۔

اے میرے بھائی جو بیت اللہ کی طرف جارہا ہے اللہ تعالیٰ نے ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ شرف بخشا ہے کہ وہ بیت اللہ کو شرک کی نجاستوں سے اور ناپاکیوں سے پاک کرے۔ فرمایا:

«اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھنا» (الحج/٢٦)۔

کیوں نہ ایسا ہو کہ ہم اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلیں اور ہم حطیم کو، حرم کو،عرفہ کو، منیٰ کو اور دوسرے سارے شعائر کو شرک اور دوسری گندگیوں سے پاک کردیں؟

یہ اس عجیب وغریب اور عظیم سورت کے چند مقامات تھے جنہیں آپ دل میں جگہ دے کرسفر حج کے لیے چلیں اور اس پہ زندگی گزار دیں شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا مستحق بنا دے۔ اور یہ حج ہمارا قبول ہو ہمارے حق میں گواہی دے اور ہمارے خلاف گواہی نہ دے۔ جو آدمی بھی ان شعائر کی عظمت کا خیال رکھے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت فرمائے اور اس کو سلامتی بخشے۔

مرکز " تدبر " للدراسات والاستشارات
الریاض. صندوق برید: 93404 ، إیمیل: tadabbor@tadabbor.com
الموقع: www.tadabbor.com

مرکز تدبر للدراسات والاستشارات

اردو

ہم سورت الحج کا مطالعہ کس طرح کریں؟

جو شخص دل و جان سے اور آنسو بہاکرحج کرنا چاہتا ہو اس کے لیے رہنمائی

تألیف فضیلہ الشیخ/ د.عصام بن صالح العوید